Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگوں کے دُکھ بانٹیں تاکہ آپ کو خدا کا لِقاء نصیب ہو

احمدی اگر اخلاق کو قائم نہیں کریں گے تو کیسے خدا کو پائیں گے

تکبّر کو چھوڑ کر عاجزی کی راہوں کو اختیار کرو تا خُدا کو پانے والے بن جاوٴ

روزنامہ الفضل ربوہ
خطبہ نمبر ۱۲
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۵/۴۰ | بدھ ۲۰ شوال ۱۴۱۰ھ ، ۱۶ ہجرت ۱۳۶۹ ہش ، ۱۶ مئی ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۱۰

جب تک ایک عارف باللہ سے عجز کی راہ نہ سیکھی جائے اس وقت تک انسان کو یہ راہ نصیب نہیں ہوتی

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۱۳ شہادت ۱۳۶۹ ہش (۱۳ اپریل ۱۹۹۰ء) بمقام بیت الفضل۔ لندن

خدا کو پانے کی بہت ہی پیاری راہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
گزشتہ دو جمعوں سے لقاءِ باری تعالیٰ کا مضمون چل رہا ہے اور میں نے یہ بیان کیا تھا کہ خدا تعالیٰ کو پانے کی ایک بہت ہی پیاری راہ عجز کی راہ ہے۔ ویسے تو جیسا کہ میں نے قرآن کریم کی آیت پڑھ کر سنائی تھی، خدا کو پانے کی بہت سی راہیں ہیں بلکہ لاتعداد راہیں ہیں اور ان کی طرف بسا اوقات انسان کے ذہنی تصرف کے بغیر دروازے کھلتے ہیں۔ بعض قلبی کیفیات انسان کی زندگی میں ایسی اس پر طاری ہوتی ہیں کہ جن کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کی طرف دل لپکتا ہے اور یہ جو وصال کی راہیں ہیں یہ اس موقعے کی مناسبت سے دل کے اس تعلق کے نتیجے میں کھلتی ہیں۔ پس وہ جو کھڑکی کسی ایک راہ کی طرف کھل رہی ہے یا وہ در جو ایک راہ کی طرف کھل رہا ہے اس میں انسان کا تصرف کوئی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور اس کی دل پر نظر پڑتی ہے اور دل کی جنبش کے نتیجے میں یہ دروازے کھلا کرتے ہیں لیکن اس مضمون کو سمجھنا پھر بھی ضروری ہے کیونکہ اس مضمون کو سمجھنے کے نتیجے میں وہ روکیں دور ہوتی ہیں جو دل کو خدا کے لئے متحرک کرتی ہیں اور انسان زیادہ عرفان کے ساتھ اور زیادہ وضاحت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہوں کی تلاش کر سکتا ہے اور ان میں قدم آگے بڑھا سکتا ہے۔

عجز کے ذکر میں میں نے بتایا تھا کہ اس کا برعکس یعنی تکبّر بھی غور کے لائق ہے کیونکہ بسا اوقات انسان اپنے آپ کو عاجز سمجھ رہا ہوتا ہے لیکن اس میں تکبّر کا ایک پہاڑ چھپا ہوا ہوتا ہے۔ لوگ اس محاورے سے تو واقف ہیں کہ اپنی آنکھ کا شہتیر تو دکھائی نہیں دیتا، دوسرے کی آنکھ کا تنکا دکھائی دیتا ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ تکبّر پر اس سے بہت بڑھ کر مثال صادق آتی ہے۔ تکبّر اگر پہاڑ کی شکل میں بھی انسان میں موجود ہو تو بسا اوقات اس سے مخفی رہ جاتا ہے۔ اسی ضمن میں ہمارے ایک احمدی شاعر مکرم چوہدری محمد علی صاحب جو سائیکالوجی کے پروفیسر تھے، ان کی ایک نظم کا ایک مصرعہ خصوصیت سے مجھے بہت ہی پسند آیا تھا جس میں وہ لکھتے ہیں کہ

ع آنکھوں میں ہیں اَنا کے ہمالے پڑے ہوئے۔

یعنی اپنی آنکھوں میں اَنا کے ہمالے پڑے ہوئے ہیں اور اس کو نظر نہیں آرہے۔ پس متکبّر کو ہر دوسری چیز دکھائی دے رہی ہوتی ہے۔ اپنا تکبّر دکھائی نہیں دیتا۔ اس لئے ایسے مریضوں سے جب مجھے واسطہ پڑتا ہے جن کو یہ سمجھانا ہو کہ آپ متکبّر ہو رہے ہیں۔ اپنی فکر کریں ورنہ یہ ہلاکت کی راہ ہے تو سب سے زیادہ مشکل ان کو یہ سمجھانے میں پڑتی ہے کہ آپ کے اندر تکبّر کا مادہ پایا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ شخص اپنے آپ کو عام طور پر عاجز سمجھ رہا ہوتا ہے۔ بہرحال یہ مضمون ایسا ہے جس پر مزید وضاحت سے روشنی کی ضرورت ہے۔

تکبّر کے بارے میں حضرت بانیٔ سلسلہ کے ارشادات

حضرت اقدس ربانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ایک صاحب تجربہ عارف باللہ کے طور پر تکبّر کا جو ذکر فرمایا ہے اس میں سے چند اقتباسات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ منظوم کلام میں بہت سی جگہ آپ نے اس مضمون کو چھیڑا ہے۔ چند شعر یہ ہیں جو میں آپ کے سامنے آج پڑھ کے سناتا ہوں۔ ؎

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے! یہ نسخہ بھی آزما

؎ شوخی و کبر دیوِ لعیں کا شعار ہے
آدم کی نسل وہ ہے جو وہ خاکسار ہے

؎ اے کِرمِ خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرتِ ربِّ غیوّر کو

؎ بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

؎ چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاوٴ خاک مرضیٔ مولا اسی میں ہے

(درثمین)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر فرماتے ہیں :۔

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہان میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا رحم ہر ایک موحد کا تدارک کرتا ہے مگر متکبر کا نہیں ..."

یہ لفظ موحد ہی لکھا ہوا ہے مگر ہو سکتا ہے کوئی اس میں لفظ چھوٹ گیا ہو۔ موحد کے مرض کا (تدارک) مراد معلوم ہوتی ہے۔ ہر توحید پرست کی بیماریوں کا ازالہ فرماتا ہے مگر متکبر کا نہیں

"... شیطان بھی موحد ہونے کا دم مارتا تھا مگر چونکہ اس کے سر میں تکبر تھا اور آدم کو جو خدا تعالیٰ کی نظر میں پیارا تھا جب اس نے توہین کی نظر سے دیکھا اور اس کی نکتہ چینی کی اس لئے وہ مارا گیا اور طوق لعنت اس کی گردن میں ڈالا گیا۔ سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کے لئے ہلاک ہوا تکبر ہی تھا۔"
(آئینہ کمالات ... ص ۵۹۸)

یعنی شیطان کے موحد ہونے کے باوجود تکبر اس کی ہلاکت کا موجب بن گیا۔

پھر فرماتے ہیں :۔

"میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے مگر تم شاید نہیں سمجھو گے کہ تکبر کیا چیز ہے۔ پس مجھ سے سمجھ لو کہ میں خدا کی روح سے بولتا ہوں۔ (مکرر)

ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے وہ متکبر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اس کو دیوانہ کر دے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دے دے ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ وحشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ وحشمت خدا نے ہی اس کو دی تھی۔ اور وہ اندھا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اس پر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم میں اَسْفَلُ السَّافِلِیْن میں جا پڑے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحتِ بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی متکبر ہے۔ اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے کہ ایکدم میں اس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اس کو بدتر کر دے اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مدتِ دراز تک اس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں اور نہ باطل ہوں کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے ..."

یہ ایک بہت ہی اہم مضمون ہے جس کے متعلق کچھ مزید وضاحت کی ضرورت ہے۔ ہمارے ملک میں عام طور پر یہ محاورہ ہے کہ اب تو ہمارا کچھ بھی نہیں رہا اس لئے دعا کرتے ہیں۔ اب تو کوئی اور شکل نہیں باقی رہی۔ گویا اس سے پہلے وہ خود اپنے کفیل تھے۔ اور اس فقرے کے اندر ایک تکبر پوشیدہ ہے اور دعا کی قبولیت کا مانع اس رجحان میں پایا جاتا ہے۔ پس حقیقی طور پر دعا کے مضمون اور مفہوم کو سمجھنے والا وہی انسان ہے جو طاقتوں کے باوجود یہ یقین رکھتا ہو کہ ان طاقتوں میں فی ذاتہ کچھ حاصل کرنے کی استطاعت نہیں جب تک خدا کا فضل شاملِ حال نہ ہو۔ اس لئے یہ جو تکبر کا مضمون ہے اس کو آپ دیکھیں تو کتنا باریک تر ہوتا چلا جاتا ہے اور تکبر دکھانے کے لئے بھی ایک عارف باللہ کی انگلی چاہیئے۔ جس نے اپنے وجود کا بہت ہی باریک نظر سے مطالعہ کیا ہے اور اپنے گرد و پیش کا بھی بہت باریک نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ کوئی انسان جس میں صداقت کا ایک ذرا سا بھی بیج ہو وہ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے اس قسم کے کلام کو پڑھنے کے بعد وہم و گمان بھی نہیں کر سکتا کہ یہ شخص جھوٹا ہو سکتا ہے کیونکہ تقویٰ کی یہ باریک راہیں سوائے اعلیٰ درجے کے صداقت شعار لوگوں کے اور کو نصیب نہیں ہوا کرتیں۔ پس دیکھیں! کس طرح آپ ہماری اصلاح فرماتے ہیں۔ ہمیں تقویٰ کی باریک راہیں دکھاتے ہیں۔ ان خطرات سے آگاہ کرتے ہیں جو ہمیں روزمرہ پیش ہوتے ہیں اور ہم ان سے اپنی آنکھیں بند کئے رکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں :

"... وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے۔ کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔ سو تم اے عزیزو! ان تمام باتوں کو یاد رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے ...."

تصحیح منع نہیں یعنی کسی کو درست کرنا لیکن رجحان ہے جو یہ فیصلہ کرے گا کہ وہ خدا کی نظر میں پسندیدہ فعل تھا یا برا فعل تھا۔ ایک تصحیح ہے جیسا کہ میں پہلے بھی جماعت کو متوجہ کر چکا ہوں جو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں سمجھائی کہ جب نماز میں امام غلطی کرے تو (اللہ پاک ہے) کہا کرو۔ کیسی پیاری تصحیح ہے۔ یہ بتایا گیا کہ صرف اللہ پاک ہے۔ نہ تسبیح کرنے والا غلطی سے پاک ہے۔ نہ وہ پاک ہے جسکی تصحیح کی جارہی ہے۔ اور اللہ پاک ہے۔ تو تصحیح کے ساتھ ہی انکسار کا نسخہ بھی دے دیا اور تکبر سے بچنے کی راہ بھی دکھا دی۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ تکبر کے ساتھ جو تصحیح کرتا ہے اس نے تکبر کی ہے ورنہ تصحیح اپنی ذات میں کوئی برا فعل نہیں۔ ہمیں تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے کھڑا کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ ہم کسی بھائی کی درستی کریں تو ... وہ تکبر ہوگا۔ کس انداز میں درستی کرتے ہیں۔ یہ ہے جو فیصلہ کن بات ہے کہ کوئی انسان متکبر ثابت ہوتا ہے یا عاجز ثابت ہوتا ہے۔ بعض دفعہ کسی انسان کی تصحیح کی طرف آپ توجہ کرتے ہیں اور استغفار بھی کرتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ یہ غلطی اس سے ہوئی ہے، کل مجھ سے بھی ہوئی تھی۔ میں اس بات کا اہل بھی ہوں کہ نہیں کہ اس کی تصحیح کر سکوں۔ ایک یہ رجحان ہے۔ ایک یہ ہے کہ میں نے پکڑ لیا اس کو، یہ بڑا بنا پھرتا تھا۔ اپنا یا جماعت کا عہدیدار یا فلاں فلاں شخص۔ اب میں اس کو بتاتا ہوں کہ یہ کیا چیز ہے۔ تو ان دونوں باتوں میں، دونوں رجحانات میں زمین آسمان کا فرق ہے حالانکہ امر واقعہ وہی رہتا ہے ایک غلطی سرزد ہوئی ہے وہ برحق ہے۔

پس یہ ہیں وہ باریک راہیں جن پر چل کر آپ پہلے اپنے تکبر کو مٹائیں کیونکہ متکبر خدا کی راہوں میں داخل نہیں ہوتا۔ متکبر کو رفعتوں کے آسمان نصیب نہیں ہوتے۔ یہ قرآن کریم کا فیصلہ ہے۔ اس فیصلے میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

"...... شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا۔ اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ۔ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو اور جس قدر دنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر تا تم پر رحم ہو۔"
(نزول المسیح ص ۲۴-۲۵)

تکبر اور جھوٹ کا رشتہ

پھر آپ فرماتے ہیں :۔

"یاد رہے کہ تکبر کو جھوٹ لازم پڑا ہوا ہے۔ بلکہ نہایت پلید جھوٹ وہ ہے جو تکبر کے ساتھ مل کر ظاہر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ جلشانہ متکبر کا سب سے پہلے سر توڑتا ہے۔"
(آئینہ کمالات ... ص ۵۹۹)

تکبر کا جھوٹ کے ساتھ جو رشتہ ہے یہ ایک بہت ہی حیرت انگیز مضمون ہے جس کے اوپر حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے لب کشائی فرمائی ہے اور اس پر غور کرنا چاہیئے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ آپ جب غور کر کے تجزیہ کریں گے تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ کس طرح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تکبر اور جھوٹ کا چولی دامن کا ساتھ رہتا ہے۔ پھر حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) فرماتے ہیں۔

"تکبر ایسی بلا ہے کہ انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ یاد رکھو تکبر شیطان سے آتا ہے اور تکبر کرنے والے کو شیطان بنا دیتا ہے۔ جب تک انسان اس راہ سے قطعاً دور نہ ہو قبول حق و فیضان الوہیت ہرگز نہیں پا سکتا...."

یہ فقرہ غور کے لائق ہے کہ تکبر شیطان سے آتا ہے اور تکبر کرنے والے کو شیطان بنا دیتا ہے۔ آپ غور کریں تو شیطان بنا ہی تکبر سے تھا۔ اس کا آغاز ہی تکبر سے ہوا اور اس کا انجام شیطانیت پر تکبر کے نتیجہ میں ہوا۔ پس شیطان ہی سے تکبر آتا ہے اور بالآخر انسان کو شیطان بنا دیتا ہے۔

"....جب تک انسان اس راہ سے قطعاً دور نہ ہو قبول حق و فیضان الوہیت ہرگز نہیں پا سکتا۔ کیونکہ یہ تکبر اس کی راہ میں روک ہو جاتا ہے۔ پس کسی طرح سے بھی تکبر نہیں کرنا چاہیئے۔ علم کے لحاظ سے نہ دولت کے لحاظ سے نہ وجاہت کے لحاظ سے نہ ذات اور خاندان اور حسب نسب کی وجہ سے۔ کیونکہ زیادہ تر تکبر انہی باتوں سے پیدا ہوتا ہے۔ جب تک انسان اپنے آپ کو ان گھمنڈوں سے پاک و صاف نہ کرے گا اس وقت تک وہ اللہ جل شانہ کے نزدیک پسندیدہ و برگزیدہ نہیں ہو سکتا....." (تقریریں ص۱۹)

قرآن کریم نے جہاں تکبر کا بکثرت ذکر فرمایا ہے، ان آیات پر اگر آپ غور کریں تو تکبر کی بہت سی باریک راہوں پر آپ اطلاع پا سکتے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کا یہ اسلوب ہے کہ بظاہر ایک ہی مضمون بار بار دہراتا ہے لیکن جب آپ سیاق و سباق پر غور کریں اور آیات میں معمولی تبدیلیوں پر غور کریں تو تب آپ کو یہ سمجھ آتی ہے کہ ایک ہی مضمون نہیں ہے بلکہ ایک مضمون کی مختلف شاخوں پر بحث ہو رہی ہے اور مختلف پہلوؤں اور زاویوں سے ایک مضمون کو زیادہ روشن اور واضح کر کے دکھایا جا رہا ہے۔ قرآن کریم کی متعدد آیات میں سے جو دو وقت کی رعایت سے مَیں نے آج چنی ہیں۔ ایک دو اور ہیں۔ شاید بعد میں ان کا ذکر آ جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے........ (سورۃ الاعراف: آیت ۱۴۷)

".... مَیں ان لوگوں کے منہ اپنے نشانات سے اور اپنی آیات سے پھیر دوں گا جو زمین میں تکبر کرتے ہیں اور ان کو اس بات کا کوئی حق نہیں۔

سائنسدان متکبر ہو کر ترقی نہیں کر سکتا

پس سب سے بڑا نقصان متکبر کا یہ ہے کہ وہ ان نشانات کو جو قدرت میں ہر طرف پھیلے پڑے ہیں۔ ان کو دیکھ کر ان سے استفادہ نہیں کر سکتا اور ان کو سمجھ نہیں سکتا۔ وہ اپنی آنکھیں ان کو دیکھتے ہوئے پھیر لیتا ہے۔ پس ایک دنیا دار کا قانونِ قدرت کا مطالعہ اسی وجہ سے اس کو کوئی فائدہ نہیں دیتا کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ میری ذاتی عظمت ہے کہ مَیں نے یہ باتیں معلوم کی ہیں۔ ہر دریافت کے نتیجہ میں اس کی انا بلند تر ہوتی چلی جاتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ دیکھو مَیں نے دنیا کو یہ دولت دی ہے کہ مَیں یہ راز سمجھ گیا ہوں۔ حالانکہ اگر عرفان تکبر نہ ہوتا تو ہر مطالعہ اس کو اور زیادہ عاجز کرتا چلا جاتا۔ پس سائنس کی دنیا میں بھی ہمیں ایسے عاجز بندے دکھائی دیتے ہیں جنہوں نے جتنا زیادہ خدا کے رازوں پر سے پردے اٹھانے کی سعادت پائی، اتنا ہی زیادہ وہ عاجز اور منکسر المزاج ہوتے چلے گئے۔ نیوٹن کا وہ فقرہ آج تک دنیا کے لٹریچر میں بارہا QUOTE کیا جاتا ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنی آخری عمر میں کہا کہ دنیا یہ سمجھتی ہے کہ مَیں نے بہت کچھ دریافت کر لیا۔ بہت سے علوم پر سے پردے اٹھائے۔ ایک نیا جہان زاویۂ نگاہ کا تمہیں بخشا ہے لیکن مَیں جب اپنے اوپر غور کرتا ہوں اور اپنی علمی حالت کا جائزہ لیتا ہوں تو اس بچے کی طرح اپنے آپ کو پاتا ہوں جو علم کے سمندر کے کنارے گھونگھوں کی تلاش میں پھر رہا ہو اور کوئی گھونگھا اٹھاتا ہے اور کان سے لگا کر سنتا ہے کہ دیکھیں اس کے اندر کیا چیز ہے جبکہ ابھی وہ سمندر میں داخل ہی نہیں ہوا۔ پہلا قدم بھی اس نے نہیں رکھا۔

پس قانون قدرت نے اپنے جو راز خود باہر پھینک دیئے ہیں ان پر نظر کرنے والا سائنسدان اگر متکبر ہو تو وہ کسی رنگ میں بھی خدا کے وصل کا فیض نہیں پا سکتا لیکن اگر اس میں عجز ہو تو اس کی توجہ اس طرف مبذول ہوتی ہے۔ کس حد تک وہ خدا کو پا لے، یہ دوسری باتیں ہیں جو اثر انداز ہوتی ہیں لیکن کم سے کم اس کے لئے ایک راہ کھل جاتی ہے۔ وہ چاہے تو اس راہ پر آگے قدم بڑھا سکتا ہے۔ پس اس مضمون کو جب ہم روحانی دنیا میں دیکھتے ہیں تو تمام وہ لوگ جو تکبر رکھتے ہیں وہ ہمیشہ نبوت کا انکار کرتے ہیں۔ جب سے دنیا بنی ہے نبوت کا سب سے زیادہ شدت سے انکار ہوا ہے۔ یہ وہم کہ یہ کوئی نیا رجحان پیدا ہوا ہے اور اس رجحان کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین قرار دیا، اس کے بعد سے ختم نبوت کا تصور پیدا ہوا ہے یہ بالکل غلط اور بے بنیاد بات ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ یوسفؑ کو بھی تم نے بڑے دکھ دیئے تھے۔ پہلے تو قبول نہیں کرتے تھے لیکن جب قبول کر لیا اور وہ فوت ہو گیا۔ وہ چلا گیا تو پھر تم نے یہ عقیدہ بنا لیا کہ اب اسکے بعد خدا اور کسی کو نہیں بھیجے گا۔ یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ نبوت کا انکار ہمیشہ ہوا ہے اور اس کی راہ میں تکبر حائل ہوا کرتا ہے۔ اس مضمون کو یہ آیت کھول رہی ہے...... وہ لوگ جو تکبر کرتے ہیں ان کے سامنے میرے نشان کھلے کھلے آتے ہیں لیکن وہ دیکھ نہیں سکتے، بلکہ ان کے منہ پھیر دیتا ہوں۔ مَیں ان کو اس لائق نہیں سمجھتا کہ وہ ان نشانات کی راہوں سے مجھ تک رسائی پائیں...... قرآن کریم میں اسی مضمون کو ایک اور جگہ بیان فرمایا ہے.......... (سورۃ الانعام: آیت ۱۱۰)

کہ خدا کے ہاں تو بے شمار راہیں ہیں جو آیات کی صورت میں بکھری پڑی ہیں لیکن تمہیں کیا سمجھائیں۔ کس طرح ہم تمہیں عقل دیں کہ جب وہ نشانات ظاہر ہوں گے تم نہیں دیکھ سکو گے۔ تم پھر بھی انکار کرتے چلے جاؤ گے۔ یہ مرض کیا ہے؟ یہ آیت جس پر ہم غور کر رہے ہیں یہ بتاتی ہے کہ تکبر کی مرض ہے...... وہ دیکھیں گے ہر قسم کے نشانات...... لیکن بد نصیبوں کو یہ توفیق نہیں ملے گی کہ ان آیات سے فائدہ اٹھا کر ایمان حاصل کر لیں........ ہر بھلائی کی راہ دیکھ کر اس سے اُن کے قدم رُک جائیں گے....... ہاں جب وہ ٹیڑھی اور کج راہیں دیکھیں گے تو ان پر آگے قدم بڑھائیں گے اور تیزی کے ساتھ ان کو قبول کریں گے........ یہ اس لئے ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے نشانوں کا انکار کر دیا ہے........ اور وہ اس سے غفلت کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔

پس متکبر قوموں کے لئے کچھ بھی بھلائی باقی نہیں رہتی اور ان کی یہ پہچان بن جاتی ہے کہ وہ عقل کی بات دیکھ کر اس سے رُک جاتے ہیں اور غلط اور کج بات دیکھ کر اس میں آگے بڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ پس ایسی قومیں دن بدن اخلاقی سیاسی معاشی تمدنی اقتصادی ہر پہلو سے انحطاط پذیر ہو جاتی ہیں کیونکہ تکبر کے نتیجے میں جب وہ خدا کے عرفان سے غافل رہ جاتے ہیں یا حجاب پیدا ہو جاتا ہے تو چونکہ نور دراصل اللہ ہی کا نور ہے، اس لئے ان کی عقلوں میں دوسرے نور کو پہچاننے کی بھی استطاعت باقی نہیں رہتی۔ پھر فرمایا......... (الاعراف: آیت ۲۰۷) اس کے برعکس وہ لوگ جو تیرے ربّ کے حضور ہیں........ وہ خدا کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے...... اور اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اس کے حضور سجدوں میں پڑے رہتے ہیں۔ پس یہ جو سجدہ ہے یہ روح کا سجدہ ہے۔ رجحان کا سجدہ ہے۔ یہ اپنے تعلقات کا ایک سجدہ ہے جو عارضی طور پر اختیار نہیں کیا جاتا کہ سجدہ کیا اور پھر سجدے سے الگ ہو گئے یہ وہ دائمی سجدہ ہے جس میں ایک غیر متکبر اور عاجز بندہ خدا کے حضور پڑا رہتا ہے۔ اسی لئے اس آیت نے بڑے ہی حسین انداز میں خدا کے حضور اُن کی حاضری کا مضمون بیان فرمایا........ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) وہ لوگ جو تیرے ربّ کے حضور رہتے ہیں۔ ہر وقت خدا کی آنکھوں کے سامنے رہتے ہیں ان کی یہ کیفیت ہے کہ وہ تکبر نہیں کرتے۔

پس لِقاء جو ہے وہ ربّ کے حضور رہنا ہی تو ہے۔ لقاء کے مضمون کو سمجھنے کے لئے عجز کا مضمون سمجھنا چاہیئے اور اس کے برعکس تکبر کا مضمون سمجھنا چاہیئے۔ عجز کی ہر راہ اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور تکبر کی ہر شکل سے نجات حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیئے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے توفیق کے بغیر انسان اپنے نفس کے تکبر سے آگاہ ہی نہیں ہو سکتا۔ جب اس کو علم ہی نہیں ہو گا کہ مجھ میں کس رنگ کا تکبر پایا جاتا ہے تو کیسے وہ اس تکبر سے بچ کر وصل کی راہ تلاش کر سکتا ہے۔

قرآن کریم نے جو فرمایا.............. (سورۃ العنکبوت: آیت ۷۰)

وہ لوگ جو ہماری راہوں پہ قدم بڑھاتے ہیں۔ ہماری خاطر مختلف راہوں سے چل کے، آتے ہیں ہم ان کو اپنی راہ کی ہدایت دیتے ہیں۔ ہم ان کو اپنی ذات کی طرف چلے آنے کی توفیق عطا کرتے ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ کی عاجزانہ راہیں

یہ مضمون حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے کلام میں ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جوابی دعا کے رنگ میں یا بے اختیار خواہش کے رنگ میں پایا جاتا ہے۔ آپ عرض کرتے ہیں ؎

ترے کوچے میں کن راہوں سے آؤں ۔۔۔ وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھکو پاؤں

کیسی بے اختیار عشق کی آواز ہے۔ اے میرے آقا! میں جانتا ہوں کہ بہت سی راہیں ہیں لیکن اتنی راہیں کہ دل جس طرح ایکسائیٹمنٹ (EXCITEMENT) کی وجہ سے مرتعش ہوگیا ہے۔ اس میں ایک اضطراب پیدا ہوگیا ہے۔ کس کو پکڑوں میں۔ اس کو، اُس کو۔ کن کن راہوں سے تیرے حضور حاضر ہوں۔ یہ جو عشق کی بے اختیار آواز ہے اس کے پیچھے ایک بہت گہری تڑپ پائی جاتی ہے۔ کوئی انسان جسے ادنیٰ سا بھی نفسیات کا شعور ہو، حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے اس شعر کو سننے کے بعد آپ کے متعلق یہ وہم بھی نہیں کرسکتا کہ یہ شخص...... جھوٹا، خدا پر جھوٹ بولنے والا شخص ہے یہ بے قرار تڑپ گہری سچائی کے نتیجے میں نصیب ہوتی ہے اور گہرے عشق کے نتیجے میں نصیب ہوتی ہے۔ اس کو آپ جتنی دفعہ پڑھیں آپ پھر بھی حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے دل کی اس تڑپ کا تصور نہیں باندھ سکتے کیونکہ اس کے لئے کچھ نہ کچھ تجربہ ضروری ہے۔ فرماتے ہیں:

ترے کوچے میں کن راہوں سے آؤں
وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھ کو پاؤں

وہ شخص جس کی ساری زندگی خدمت میں وقف ہو۔ جس کی ہر راہ خدا کی طرف جانے والی راہ ہو۔ اس کے دل کا یہ حال ہے ؎ ترے کوچے میں کن راہوں سے آؤں
اس کو عجز کہتے ہیں۔ حقیقی عجز یہ ہے۔ فرماتے ہیں:

محبت ہے کہ جس سے کھینچا جاؤں ۔۔۔ خدائی ہے خودی جس سے جلاؤں
محبت چیز کیا کس کو بتاؤں ۔۔۔ وفا کیا راز ہے کس کو سناؤں
میں اس آندھی کو اب کیونکر چھپاؤں ۔۔۔ یہی بہتر ہے کہ خاک اپنی اڑاؤں
کہاں ہم اور کہاں دنیائے مادی

(درثمین اردو)

....

پس یہ جو عجز کا مضمون ہے اس کو حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے اس کلام نے عشق سے باندھ دیا ہے اور تمام راہوں کا خلاصہ جو خدا کی طرف لیکر جاتی ہیں، ان چند شعروں میں بیان کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سچے عجز کی راہ سچی محبت کے بغیر نصیب نہیں ہوسکتی۔ اور یہی وہ عجز کی راہ ہے جس کی تلاش میں ہمیں سرگرداں رہنا چاہیئے جس کے لئے ہمیں اس رمضان میں خصوصیت سے دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ ہمیں سچا عجز نصیب ہو۔ اور تکبّر کا ہر پہاڑ ہمارے وجود میں سے ملیا میٹ ہو جائے اور ہماری زمین خدا کے حضور اس طرح بچھ جائے جس طرح رُوح بعض دفعہ خدا کے حضور اس کی محبت میں بچھتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ اس طرح ہمارا سارا وجود خدا کے لئے ہمیشہ بچھ جائے اور یہ ہی مضمون ہے جسے مستقل سجدے کے مضمون کے طور پر قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔

جہاں تک راہوں کا تعلق ہے، جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، عجز کی راہ کہنے کو تو آسان لفظ ہے مگر اسے پہچاننا مشکل کام ہے اور امر واقعہ یہ ہے کہ جب تک ایک عارف باللہ عاجز سے عجز کا مضمون سیکھا نہ جائے، اس وقت تک انسان کو یہ راہ نصیب نہیں ہوسکتی۔ مختلف راہوں میں جو سب سے بنیادی راہ ہے وہ عجز کی ہے لیکن اس کا عرفان انبیاء سے حاصل ہوتا ہے اس کے بغیر نہیں۔ تبھی قرآن کریم انبیاء کو وسیلے کے طور پر پیش کرتا ہے یعنی یوں کہنا چاہیئے کہ قرآن کریم نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ایک وسیلے کے طور پر پیش فرمایا ہے اور تمام دوسرے انبیاء بھی اپنے اپنے وقتوں میں اپنے وسیلے ہونے کا مضمون اپنے متبعین کے سامنے رکھتے ہیں۔ پس جو راہیں انبیاء اختیار کرتے ہیں اُن راہوں سے گزر کر خدا ملے گا اور انبیاء نے ہمیشہ عجز کی راہوں سے خدا کو پایا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جسے آپ کو خوب اچھی طرح ذہن نشین رکھنا چاہیئے۔ حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے جب یہ عرض کیا کہ "ترے کوچے میں کن راہوں سے آؤں" تو جواباً اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا کہ ——— مجھے تیری عاجزانہ راہیں پسند آئیں ——— کیسا پیارا جواب ہے۔ جس طرح تُو نے اپنے عشق کا اظہار کیا ہے۔ جس عاجزی کیساتھ تو میرے حضور بچھ گیا ہے یہی تو راہ ہے جس کی مجھے تلاش تھی یہی تو راہ ہے جو مجھ تک پہنچاتی ہے

پس تیرے سوال میں ہی تیری بات کا جواب موجود ہے۔ تو کہتا ہے۔ اے میرے مولا! تیرے کوچے میں کن راہوں سے آؤں۔ میں بتاتا ہوں کہ یہی راہیں ہیں جو مجھے پسند ہیں۔ انہی راہوں پر چلتا رہ۔ یہ تیری عاجزانہ راہیں ہیں جو مجھے پسند آئی ہیں۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بھی جب وسیلہ فرمایا گیا تو ہم اس مضمون پر غور کرتے ہیں تو حیران ہو جاتے ہیں کہ وسیلہ کہنے کے باوجود جب خدا یہ اعلان کرتا ہے کہ

یہ جو محمدؐ کی راہ ہے اس راہ سے مجھ تک آؤ۔ اس رستے سے مجھ تک پہنچو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خود اپنے متعلق کیا سوچتے ہیں اور کیا طرزِ عمل اختیار فرماتے ہیں۔ آپ کو پتہ ہے یا ان لوگوں کو جنہوں نے اذان کے بعد کی دعا سنی ہوئی ہے، وہ کم سے کم جانتے ہیں کہ اس دعا میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں یہ سکھایا کہ تم میرے لئے بھی دعا کیا کرو اور یہ دعا کیا کرو.......... کہ اے ہمارے آقا! تو ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو وسیلہ عطا کر اور فضیلت عطا کر اور وہ درجۂ رفیعہ عطا فرما اور وہ مقام محمود عطا فرما جس کا تُو نے وعدہ کیا ہے۔

خدا کے سب سے زیادہ عاجز بندے کا مقامِ عجز

اب جسے وسیلہ بنایا گیا ہے اس کے عجز کا یہ عالم ہے کہ جن لوگوں کے لئے وسیلہ ہے ان سے کہتا ہے کہ میرے لئے دعا کرو کہ خدا تعالیٰ مجھے واقعی وسیلہ بنا دے۔ اس سے زیادہ عجز کا مقام متصور ہی نہیں ہوسکتا۔ خدا کا قطعی وعدہ ہے کہ ہم تجھے مقام محمود ضرور عطا کریں گے اور خدا کا یہ وعدہ سُننے کے بعد، جاننے کے باوجود کہ میرے حق میں یہ وعدہ ہے پھر وہ اپنے غلاموں کو نصیحت کرتا ہے کہ میرے لئے دعا کیا کرو کہ خدا واقعی مجھے مقامِ محمود عطا کرے۔ پس نبوت کی کنہ کو سمجھنے کے لئے عجز کے مقام کو سمجھنا چاہیئے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میرے ایمان کے مطابق تمام بنی نوع انسان میں سب سے زیادہ عاجز بندے تھے اور یہ جو دعا ہے اس قسم کی دُعا آپ کو دنیا کے کسی اور نبی نے نہیں سکھائی۔ مذاہب کے مطالعہ میں کم سے کم میرے علم میں ایسی کوئی دعا نظر نہیں آتی حالانکہ دوسروں کو بھی وسیلہ قرار دیا گیا ہے۔ حضرت مسیحؑ کا یہ قول ہمیں ملتا ہے کہ

"راہ اور حق اور زندگی میں ہوں۔ کوئی میرے وسیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا"

لیکن ایسی کوئی دعا نہیں ملتی جس میں اپنے غلاموں کو انہوں نے یہ نصیحت کی ہو کہ میرے لئے دعا کیا کرو کہ جو وسیلہ خدا نے مجھے بنایا ہے اور جو راہ بنایا ہے وہ واقعۃً اپنے تمام تر معانی کے ساتھ مجھے نصیب ہو جائے۔

پس وسیلہ ہونا اپنی ذات میں ایک بڑا گہرا مضمون ہے اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے تعلق قائم کئے بغیر یہ وسیلہ نہیں نصیب ہوسکتا۔ اور یہ تعلق جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اپنے ربّ سے عاجزانہ تھا، اسی طرح آپ کی امت کا فرض ہے اور اس کے بغیر راہ کوئی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اپنے تعلق کو عاجزانہ بنا دے اور اپنے وجود کو آنحضورؐ کے وجود کے سامنے بچھا دے گویا کہ کلیۃً آپ کی بادشاہی کو قبول کرلے۔ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) اسی وسیلے کے مضمون کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں.........

خدا کی قسم! حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو خدا تعالیٰ کے وزیر اعظم ہیں.......... اس بادشاہ یعنی خدا تعالےٰ کی چوکھٹ پر اس وزیر اعظم کے وسیلے سے پہنچا جائے گا۔ اگر وزیر اعظم کی طرف سے حکم نصیب نہ ہو، اجازت نامہ نصیب نہ ہو تو کون ہے جو بادشاہ کی چوکھٹ تک پہنچتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ایک تعلق لازمی ہے اور وہ تعلق اسی طرح عاجزانہ ہونا چاہیئے جس طرح حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تعلق عاجزانہ تھا۔

علاوہ ازیں، آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا بندوں سے بھی ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عاجزانہ تعلق تھا اور اس مضمون کو سمجھیں گے تو پھر آپ کے وسیلے ہونے کا مضمون زیادہ سمجھ آجائے گا۔ اپنے غلاموں کو دعا کے لئے کہنا۔ اُن باتوں میں دعا کے لئے کہنا جن کے حتمی طور پر فیصلہ شدہ ہونا معلوم ہو چکا تھا۔ یہ اپنے غلاموں کے سامنے ایک عاجزانہ تعلق کا اظہار ہے۔ حضرت عمرؓ کو ایک موقعہ پر کہا۔ بھائی! میرے لئے دعا کرنا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا خدا تعالیٰ سے جو عاجزانہ تعلق تھا اس کے ساتھ بنی نوع انسان کے ساتھ بھی ایک عاجزانہ تعلق تھا اور غریبوں سے ایک گہرا تعلق تھا۔ پس محض ایک روحانی عشق کا اظہار کافی نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اگر وسیلہ بنیں گے تو ان لوگوں کے لئے بنیں گے جو آپ کے وسیلہ ہونے کے مضمون کو سمجھتے ہیں اور ان راہوں سے آپ کے پاس پہنچتے ہیں جو راہیں آپ نے خود ہمیں دکھائی ہیں۔ ان میں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے عاجزانہ راہیں ہیں جو ہر سمت میں عاجزی کے ساتھ چلتی ہیں۔ بنی نوع انسان سے بھی عاجزانہ تعلق ہے اور خدا سے بھی عاجزانہ تعلق ہے اور جہاں تک خدا کے غریب بندوں کا تعلق ہے ان میں اتر کر دراصل آپ نے خدا کو پایا ہے۔ خدا کے مصیبت زدہ بندوں کی راہ سے آپ نے خدا کے وجود کو پایا ہے۔ اس بات کا قطعی ثبوت اس واقعہ میں ملتا ہے جو نبوت کے حصول کے معاً بعد پیش آیا۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جب نبوت کے مقام پہ فائز فرمایا گیا اور پہلی وحی نازل ہوئی تو جب آپ بہت سخت خوفزدہ حالت میں کہ یہ کیا واقعہ مجھ سے گذر گیا ہے، گھر واپس لوٹے اور اس قدر گہرا اثر اس واقعہ کا تھا کہ آپ شدت سے کانپ رہے تھے اور سخت سردی محسوس کر رہے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپکو چادریں اوڑھائیں یا لحاف ڈالے، جس قسم کی بھی اس وقت صورت تھی تن ڈھانپنے کی۔ اس کے بعد آپ کے خوف دور کرنے کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ آپ کے ساتھ خدا کا جو سلوک ہے وہ محض آپ کا وہم نہیں۔ یہ کوئی اور واقعہ نہیں ہو رہا بلکہ اس کی ایک ٹھوس وجہ موجود ہے۔ جس قسم کے آپ ہیں اُن سے خدا ایسے ہی سلوک کیا کرتا ہے یعنی آپ کو جو نبوت عطا ہوئی ہے یہ تو بہرحال وہبی ہی ہے لیکن آپ یہ عرض کر رہی تھیں آنحضورؐ کی خدمت میں کہ آپ کے اندر وہ صفات موجود ہیں جن کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے اور پھر ایسے بندوں کو نبوت عطا کرتا ہے۔ وہ صفات کیا ہیں؟ عرض کیا ....

.... (بخاری کتاب الوحی باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ)

کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم .... ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم! خدا تجھ جیسوں کو کبھی ضائع نہیں کیا کرتا۔ کسی قسم کا خوف نہ کھائیں۔ آپ وہ نہیں ہیں جو ضائع کر دیئے جاتے ہیں۔ کیونکہ اگر آپ ضائع کر دیئے جائیں تو دنیا سے تمام نیکیاں ضائع کر دی جائیں گی۔ پھر غریبوں، مجبوروں، یتیموں، بے سہاروں کا پوچھنے والا کوئی باقی نہیں رہے گا....... تو وہ شخص ہے جس نے رشتوں کے احترام قائم کر دیئے ہیں۔ جس نے بہن کو بھائی سے محبت کرنی سکھا دی ہے۔ بیٹوں کو ماں کی عظمت بتائی، ماں باپ کو اپنے بیٹوں سے تعلق سمجھایا۔ سارے رشتے جو ادب اور احترام اور پیار اور محبت کے تقاضے کرتے ہیں وہ آپ نے قائم کئے ہیں حالانکہ ابھی نبوت نصیب نہیں ہوئی تھی........ وہ خدا کے بندے جن کی کمریں بوجھوں سے ٹوٹ رہی تھیں۔ کوئی ان کا بوجھ اٹھانے والا نہیں تھا....... تیری عادت بن چکی ہے۔ تو آگے بڑھتا ہے اور ایسے مظلوموں کے بوجھ اٹھا لیتا ہے........ اور وہ تمام اخلاق جو دنیا سے معدوم ہو چکے تھے اُن میں سے ایک ایک کو تو اپنی روزانہ کی زندگی میں زندہ کرتا چلا جا رہا ہے......... تو بے حد مہمان نواز ہے اور مہمانوں کے ساتھ بہت ہی حسن سلوک کرنے والا ہے... .... اور آسمان سے جو بلائیں نازل ہوتی ہیں بنی نوع انسان پر، تو آگے بڑھتا ہے اور اُن بلاؤں میں ان کے ہاتھ بٹاتا ہے اور ان کے دکھ بانٹتا ہے۔

پس دیکھیں! وسیلہ جس کو بنایا گیا ہے خود وہ خدا تک کن راہوں سے پہنچا تھا۔ وسیلہ بنا کیسے؟ وسیلہ بنا ہے خدا کے بندوں کے ساتھ تعلق قائم کرکے۔ تب اس نے خدا کو پایا ہے۔ یہ وہ راہیں ہیں جن راہوں سے خدا کا وصال اسے نصیب ہوا اور ایسا وصال نصیب ہوا کہ ہمیشہ کے لئے اس کو دنیا کے لئے وسیلہ بنا دیا گیا۔ پس خدا سے تعلق اور بندوں سے روگردانی خدا کی محبت اور خدا کے پیار کی جستجو اور بندوں سے بے مہر ہو جانا اور اپنی محبتیں ان پر سرد کر دینا یہ دو متضاد چیزیں ہیں۔ یہ کبھی اکٹھی نہیں رہ سکتیں۔ پس اس رمضانِ مبارک میں یہ بھی یاد رکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم رمضان مبارک میں اس طرح خیرات کیا کرتے تھے۔ اس طرح غریبوں کے دُکھ بانٹا کرتے اور اُن کے لئے آسائشیں پیدا کرنے کی کوشش کرتے تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آپ تو بادِ صبا کی طرح ہمیشہ ایک چلنے والے فیض پھیلانے والے وجود تھے۔ ہمیشہ ہی چلا کرتے تھے لیکن رمضان کے دنوں میں تو یوں لگتا تھا جیسے یہ بادِ صبا آندھی بن گئی ہے۔ اس کثرت سے آپ فیض پھیلاتے تھے۔ پس میں نے جو جماعت کو پہلے بھی ایک دفعہ توجہ دلائی تھی کہ اپنی عید میں بھی غریبوں کو شامل کریں۔ میں اس ضمن میں اس کی یاددہانی بھی کرواتا ہوں۔ اس رمضان مبارک میں اپنے نفوس کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ آپ کا کس حد تک اللہ کے بندوں سے تعلق ہے۔ خدا کے بندوں کے لئے اپنے وجود کو جھکائیں اور پھر دیکھیں کہ کس طرح خدا کی رحمت آپ کی طرف جھکتی ہے۔ آپ خود آسمانوں کی طرف نہیں اٹھ سکتے۔ ہاں آسمانوں والا اگر جھک کر آپ کو اٹھا لے تو پھر آپ اٹھائے جائیں گے۔ اس مضمون کو سمجھنے کے بعد اگر بنی نوع انسان کے تعلقات میں آپ وہ حسن پیدا کریں جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تعلقات میں تھا۔ جس نے آپ کو رفعتیں عطا کیں۔ جس نے آپ کو وسیلہ بنا دیا تو پھر آپ لقاء کی ایک توقع رکھنے کے حقدار بن جائیں گے۔ پھر خدا بہتر جانتا ہے کہ کس حد تک آپ اسکی نگاہ میں حقدار ہیں کہ نہیں۔ لیکن کم سے کم اپنی نظر میں تو آپ ایک معقول طریق پر سوچ سکتے ہیں کہ ہاں میں بھی شاید لقاء والوں میں داخل کر لیا جاؤں لیکن اس کے بغیر نہیں۔ اس کے بغیر یہ محض کہانیاں ہیں۔ محض جذباتی خیال کی باتیں ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑی محبت ہے۔ بڑا عشق ہے لیکن جب راہیں اختیار کرنے کا وقت آتا ہے تو وہ راہیں اختیار نہیں کی جاتیں۔

اپنے خاندانی تعلقات کو بہتر کریں

میں نے بارہا نصیحتیں کی ہیں کہ اپنے خاندانی تعلقات کو بہتر کریں۔ اپنے روزمرہ کے تعلقات میں سوچیں کہ صلہ رحمی کو کتنی اہمیت حاصل ہے۔ کس طرح میں نے بار بار آپ کو سمجھایا ہے کہ ساسوں کو چاہئیے کہ دوسروں کی بیٹیاں جب اپنا گھر چھوڑ کر اُن کے گھر میں آجاتی ہیں تو وہ اُن پر رحم کیا کریں۔ اپنی بیٹیاں سمجھا کریں اور بہوؤں کو سمجھایا ہے کہ تم اپنے دوسرے گھروں میں جا کر اپنی ماں کی طرح سلوک کیا کرو لیکن اس کے باوجود لوگ سنتے ہیں اور شاید دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں یا سنتے ہی نہیں اور محض ظاہری طور پر کانوں کے پردے مرتعش ہوتے ہیں کیونکہ یہ شکائتیں پھر بھی آتی رہتی ہیں۔ بڑے بڑے تکلیف دہ خط بعض بچیوں کے ملتے ہیں کہ ہم گئیں ہماری جو نسبتی بہنیں ہیں وہ اس طرح سلوک کرتی ہیں گویا کہ میں نے اُن کے بھائی پر ڈاکہ ڈالا ہوا ہے اور وہ جب تک مجھے ذلیل و رسوا نہ کر دیں کہ یہ ہمارا زیادہ ہے اور تمہارا کم ہے، اس وقت تک ان کو چین نصیب نہیں ہوتا۔ سasیں ہیں جو ہر وقت میرے خاوند کے کان بھرتی رہتی ہیں یا ہمارے خاوندوں کے۔ کئی خطوط اس قسم کے ملتے ہیں کہ جب تک تم اس کو رسوا کر کے ذلیل کر کے میرے سامنے جھکاؤ نہیں تم میرے بیٹے نہیں۔ اور اس میں یہ نقص ہے اور اس میں وہ نقص ہے۔ اس کے برعکس دوسری طرف سے بھی شکائتیں ملتی ہیں تو وہ راہیں کون سی تھیں جن راہوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خدا کو پایا۔ ان میں سے ایک راہ صلہ رحمی کی راہ تھی اپنے خاندانی تعلقات کو درست کیا اور کوئی رشتے دار آپ کا انگلی نہیں اٹھا سکتا تھا کہ کبھی بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اس کو کسی قسم کی جائز شکایت پہنچی ہو۔ پھر دوسروں کے بوجھ اٹھانا ہیں........ مٹے ہوئے اخلاق کو زندہ کرنا ہے نہ کہ زندہ اخلاق کو مٹا دینا ہے۔ آج دنیا میں احمدیت کا دوسروں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ فرق ہے جو ظاہر ہونا چاہیئے۔ کروڑہا انسان ایسے ہیں جو آج اُن اخلاق کو جو انہوں نے اپنے آباء و اجداد سے پائے مٹانے کے درپے ہیں اور اس طرح ملیامیٹ کر رہے ہیں کہ دیکھتے دیکھتے ہماری گلیوں، ہمارے شہروں، کوچوں ہمارے گھروں کے چہروں سے وہ اخلاق مٹتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ بداخلاقی سیاہی کی صورت میں آپ کو دیواروں پر دکھائی دے گی۔ ہر قسم کے گندے کلمات وہاں لکھے ہوئے دکھائی دیں گے۔ ہر قسم کی گندی تصویریں وہاں دکھائی دیں گی لیکن یہ ظاہری تصویریں نہیں ہیں۔ یہ دلوں کی تصویریں ہیں جو اچھل اچھل کر باہر نکل رہی ہیں۔ اخلاق معدوم ہو رہے ہیں۔ پس احمدی اگر اخلاق کو قائم نہیں کریں گے تو کیسے خدا کو پائیں گے۔ ایک ایسا شخص جو اپنی بدخلقی سے باز نہیں آتا۔ گندی زبان استعمال کرتا چلا جاتا ہے۔ اپنے بھائی سے حقارت سے پیش آتا ہے۔ اپنے بیوی بچوں سے ظلم کا سلوک کرتا ہے اور تلخی سے اُن سے باتیں کرتا ہے۔ خیال نہیں کرتا کہ اُن کے بھی دل ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کے بھی احساسات اور جذبات ہیں۔ پھر وہ باتیں لقاء کی کر رہا ہو۔ یہ باتیں کرے کہ اس رمضانِ مبارک میں اے خدا! مجھے اپنا لقاء نصیب کر دے، جسے ان کا لقاء نصیب نہیں جو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں اُسے خدا کا لقاء کیسے نصیب ہو سکتا ہے۔ پس جو ساتھ ہیں ان کا عرفان حاصل کریں۔ ان کا لقاء حاصل کریں پھر یاد رکھیں کہ یہ وہی راہ ہے جس راہ پر چل کر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے رب کو پایا تھا۔ یہ ہے وسیلہ ہونے کا مضمون۔ اس کو سمجھیں گے تو وہ آپ کے لئے وسیلہ بنیں گے اگر نہیں سمجھیں گے تو محض کہنے سے اور محض زبان سے درود پڑھنے سے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم آپ کے لئے وسیلہ نہیں بن سکتے......

یہ وہ مضمون ہے جو خدا کے فضل سے جماعت میں نسبتاً بہتر حالت میں پایا جاتا ہے۔ اکرام ضیف کا جہاں تک تعلق ہے بسا اوقات یہ اطلاعیں ملتی ہیں اور کثرت سے کہ اس طرح احمدیوں نے ہماری مہمان نوازیاں کی ہیں کہ عقل دنگ رہ گئی ہے۔ اس لئے اس مضمون کو میں چھوڑتا ہوں۔ یہ صرف کہوں گا کہ دُعا کیا کریں کہ یہ خوبی جو ہم نے لنگر خانوں سے سیکھی ہے جو قادیان میں آنے والوں سے سیکھی اور قادیان میں میزبانوں سے سیکھی یہ خدا ہمیشہ ہم میں جاری اور زندہ رکھے اور کبھی بھی اس خوبی کو مٹنے نہ دے۔

...... اور اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کو جن کا بس نہیں چلتا کوئی ایسی مصیبت، آفت پڑ جاتی ہے کہ وہ گر جاتے ہیں اُن کو اُٹھانے کی کوشش کیا کریں۔

پس عید میں جہاں آپ اپنے خاندان کے ساتھ خوشیاں منائیں گے، میں یہ نہیں کہتا کہ ان کو چھوڑ دیں۔ ان کا بھی اپنا حق ہے۔ ان خوشیوں کو ضرور قائم رکھیں۔ اُن روایات کو زندہ رکھیں لیکن جہاں تک ممکن ہو کچھ وقت غرباء کے لئے بھی نکالیں۔ کچھ نعمتیں ان کے سامنے بھی پیش کریں تاکہ وہ بھی آپ کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔

غریبوں کے غموں میں بھی شریک ہو جائیں

اس ضمن میں میں آخری بات یہ سمجھانی چاہتا ہوں کہ خوشیوں میں شریک کرنا اور بات ہے اور کسی کے غم میں شریک ہونا اور بات ہے۔ اور یہ دونوں باتیں ضروری ہیں۔ بہت سے امیر ایسے ہیں اور خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ میں کثرت سے ایسے ہیں جو چندوں کے علاوہ اور دینی خدمات کے علاوہ مسلسل غرباء پر کچھ خرچ کرتے ہیں، صدقات کی صورت میں بھی اور ذاتی طور پر اپنے غریب رشتہ داروں کی مدد کے ذریعے بھی۔ اس کو کہتے ہیں اپنی خوشیوں میں دوسرے کو شریک کرنا لیکن غم میں شریک ہونے والا مضمون اس سے کچھ مختلف ہے اور نفس کی اصلاح کے لئے بہت ہی ضروری ہے۔ جب ربوہ میں پہلی مرتبہ میں نے یہ نصیحت کی کہ اس عید میں آپ اپنی خوشیوں میں دوسروں کو شریک کریں تو ساتھ ہی یہ بھی سمجھایا کہ اُن کے گھروں پر بھی جائیں اور ان کے حالات دیکھیں۔ پہلی دفعہ اُن لوگوں کو جو ہمیشہ سے نیکی کرنے والے تھے واقعۃً آنکھوں کے سامنے لوگوں کے دُکھ نظر آئے۔ اس قدر مغلوب ہوئے ہیں بعض لوگ کہ مجھے انہوں نے لکھا کہ ہم بتا نہیں سکتے کہ کیسا دُکھ ہم نے محسوس کیا تھا۔ کیسا اپنے آپ کو گنہگار سمجھا تھا۔ جن گھروں کو ہم سمجھتے تھے کہ ہم نے کبھی تحفے بھیج دیئے۔ بڑے خوش ہو گئے۔ بہت اُن کی خدمت کر دی۔ جب قریب جا کر دیکھا تو کیسی ترسی ہوئی حالت میں ان کے بچوں کو پایا ہے۔ کیسے دکھوں میں ان کو دیکھا ہے۔ اُن کے گھروں کی حالتیں دیکھی ہیں اور ہمارے اندر تو ایک انقلاب برپا ہو گیا ہے۔ پس صرف خوشیوں میں شریک نہیں ہونا، غموں میں شریک ہونا ہے اور ایک عید میں نہیں بلکہ ہمیشہ آپ بنی نوع انسان کے غموں میں شریک ہونے کی کوشش کریں۔ اپنے محلوں سے اتریں اور غریبوں کی کٹیاؤں میں جائیں۔ اُن کو قریب سے دیکھیں اُن کے اصلاح احوال کی کوشش کریں۔ لجنات ہیں۔ ان میں سے خصوصیت سے وہ امیر بہنیں جو نیکی کا جذبہ رکھتی ہیں اور اللہ کے فضل کے ساتھ کرتی چلی جاتی ہیں۔ کبھی وہ ایک ایسی کلب بھی بنائیں کہ غریبوں کے محلوں میں جا کر (آج کل کے لحاظ سے مناسب احتیاطوں کے ساتھ یقیناً) دیکھیں، ان کے حالات کا جائزہ لیں۔ اُن سے پوچھیں کہ آپ کا بجٹ چلتا کیسے ہے۔ کیا کرتے ہیں بچے۔ کپڑے کیسے پہنتے ہیں۔ کیا کھاتے ہیں اور پھر اُن کو سمجھائیں کہ اس طرح تم اختیار کرو۔ یہ احتیاطیں کرو۔ یہ ضیاع نہ کرو۔ صرف یہی نہیں بلکہ پھر اُن کی مدد کریں۔ اُن کو بتائیں کہ اس معاملے میں آپ کے پاس غسل خانہ کوئی نہیں ہے۔ پردہ کوئی نہیں ہے۔ ٹائیلٹ کا انتظام اچھا نہیں ہے بیماری کے وقت گھر میں ایک عذاب بن جاتا ہے۔ یہ جو ضروری چیزیں ہیں ان میں ہم آپ کی مدد کرتے ہیں۔ اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم ان چیزوں میں عملاً آپ کی ٹھوس مدد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ کو یہ چیزیں بنا دیتے ہیں۔ یا زائد مدد دے دیتے ہیں جن سے آپ کو سہولت حاصل ہو جائے۔

یہ وہ طریق ہے جس سے آپ صرف اپنی خوشیاں نہیں بانٹیں گے۔ بلکہ لوگوں کے دکھ بھی بانٹیں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ساری زندگی صرف خوشیاں بانٹنے میں نہیں گزری دُکھ بانٹنے میں گزری ہے اور ایسا دکھ بانٹا ہے کہ خدا نے آپ کو مخاطب ہو ہو کر فرمایا کہ اپنے آپ کو اِن کے غم میں ہلاک نہ کر لینا۔ یہ وہ وسیلہ ہے جو ہمیں عطا کیا گیا ہے۔ یہ وہ عاجزانہ راہیں ہیں جو ہمیں دکھائی گئی ہیں۔ ان راہوں پر آپ چلیں تو قرآن کے الفاظ میں محمد مصطفےٰؐ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ کو ضرور لقاء نصیب ہو گا۔ یہ وہ راہیں ہیں جو ناکام اور نامراد نہیں رکھا کرتیں۔ یہ ضرور اپنے محبوب کے در تک آپ کو پہنچا کر چھوڑیں گی۔ پس یہ رمضان نہ گزرنے دیں جب تک دُعاؤں کے ذریعے اور اُن اعمال کے ذریعے جو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں سکھائے ہیں، ہم خدا کو پا نہ لیں اور یقین نہ کر لیں کہ اس خدا کو ہم نے دیکھ لیا اور اس خدا نے ہمیں دیکھ لیا اور ہم نے اس کی لقاء کی جنت کو حاصل کر لیا ہے۔ خدا کرے یہ ابدی جنتیں ہمیں نصیب ہوں۔ اگر ہم لقاء کی جنت کو اس دنیا میں پا لیں تو دنیا کا کوئی غم ہمیں ڈرا نہیں سکتا.......

یہ وہ صاحب لقاء ہیں جن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ خبردار! خدا کے اولیاء کو تم کیسے ڈرا سکو گے۔ تم کیسے ان کو دُکھ پہنچا سکتے ہو۔ یہ ابدی جنتوں میں بس رہے ہیں....... کوئی خوف اب اِن پر غالب نہیں آ سکتا...... اور کوئی نقصان اُن کو حزیں بنا کر نہیں چھوڑ سکتا۔ کیونکہ ہمیشہ یہ خدا کے ساتھ رہتے ہیں۔"

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس، ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ :-
مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز - ربوہ

مسل نمبر ۲۷۴۷۲ :- میں نسیم بشریٰ زوجہ چوہدری منظور مستجاب احمد صاحب قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۴۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن عزیز آباد کراچی 38 بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶/۱/۹۵ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ زیورات طلائی ۶ تولہ مالیتی /۴۸۰۰۰ روپے شیئرز حصص بلال ہاوسنگ سوسائٹی کراچی /۲۵۰۰۰ روپے۔ میزان /۷۳،۰۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ /۲۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ نسیم بشریٰ زوجہ چوہدری منظور مستجاب احمد صاحب 8/811 عزیز آباد کراچی۔ گواہ شد نمبر۱۔ چوہدری صفیر احمد چیمہ صدر موصیان کراچی گواہ شد نمبر۲۔ منظور مستجاب احمد خاوند موصیہ۔

مسل نمبر ۲۷۴۷۳ :- میں امتہ العزیز بنت چوہدری منظور مستجاب احمد صاحب قوم جٹ پیشہ طالب علم عمر ۱۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 8/811 عزیز آباد کراچی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۲/۹/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے (۱) زیورات طلائی وزنی ۵ تولہ مالیتی /۱۵،۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ /۱۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ امتہ العزیز بنت چوہدری منظور مستجاب احمد صاحب 8/811 عزیز آباد فیڈرل بی ایریا کراچی گواہ شد نمبر۱۔ عبدالحمید ولد عبدالرحیم 5/1 مسلم لیگ کوارٹرز کراچی۔ گواہ شد نمبر۲ منظور مستجاب احمد والد موصیہ۔

مسل نمبر ۲۷۴۷۴ :- میں محمد عبیداللہ ولد امام دین صاحب قوم گوندل پیشہ تجارت عمر ۴۳½ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن عزیز آباد کراچی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۷/۱/۹۰ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) پلاٹ نمبر ۱۵۵۹ برقبہ ۹۰ مربع گز مالیتی /۵۰،۰۰۰ روپے (۲) فلیٹ نمبر (A-35) یوسف پلازہ مالیتی /۱۰۰،۰۰۰ (۳) پلاٹ نمبر ۸۰ نصرت کالونی برقبہ ۱۰ مرلہ مالیتی /۲۵،۰۰۰ روپے (۴) سرمایہ دوکان /۶۵۰۰۰ روپے قرضہ امانت /۴۶۰۰۰ روپے باقی /۱۹۰۰۰ روپے میزان /۲۹۴،۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ /۲۰۰۰ روپے ماہوار بصورت تجارت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ محمد عبیداللہ R-594/8 عزیز آباد کراچی۔ گواہ شد نمبر۱۔ چوہدری صفیر احمد چیمہ صدر موصیان جماعت احمدیہ کراچی۔ گواہ شد نمبر۲۔ چوہدری نذیر احمد وصیت نمبر ۱۲۱۹۱۔

مسل نمبر ۲۷۴۷۵ :- میں نصیرہ بیگم زوجہ محمد عبیداللہ صاحب قوم گوندل پیشہ خانہ داری عمر ۳۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن عزیز آباد کراچی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 27/1/90 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے (۱) مکان نمبر R-594/8 عزیز آباد کراچی رقبہ ۱۲۰ مربع گز مالیتی /۲،۵۰،۰۰۰ روپے (۲) زیور طلائی وزنی ½ تولہ مالیتی /۱۵۰۰ روپے کل جائیداد /۲،۵۱،۵۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ /۲۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ نصیرہ بیگم زوجہ محمد عبیداللہ صاحب R-594/8 عزیز آباد کراچی۔ گواہ شد نمبر۱۔ چوہدری صفیر احمد چیمہ صدر مجلس موصیان کراچی گواہ شد نمبر۲۔ محمد عبیداللہ خاوند موصیہ۔

مسل نمبر ۲۷۴۷۶ :- میں مبارک احمد ساہی ولد ناصر الدین صاحب ساہی قوم ساہی پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۷/۱/۹۰ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ /۱۲۰۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ مبارک احمد ساہی بیت الحفیظ C-282 سیکٹر 35 A کورنگی کراچی گواہ شد نمبر۱۔ چوہدری صفیر احمد صدر مجلس موصیان کراچی گواہ شد نمبر۲۔ عبدالمجید ولد عبدالمالک کورنگی نمبر ۳ کراچی نمبر 31 -

مسل نمبر ۲۷۴۷۷ :- میں امتہ النصیر زوجہ مبارک احمد ساہی قوم ساہی پیشہ خانہ داری عمر ۲۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کورنگی کراچی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۷/۱/۹۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی ½۷ تولہ مالیتی /۲۲۵۰۰ روپے (۲) حق مہر بذمہ خاوند /۲۵۰۰۰ روپے میزان /۴۷،۵۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ /۱۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ امتہ النصیر زوجہ مبارک احمد ساہی بیت الحفیظ C-282 سیکٹر نمبر 35 A کورنگی کراچی۔ گواہ شد نمبر۱۔ چوہدری صفیر احمد چیمہ صدر موصیان کراچی۔ گواہ شد نمبر۲۔ مبارک احمد ساہی خاوند موصیہ۔

"الفضل" کے ذریعے احباب جماعت اپنے مختلف امور کیلئے دعا کی درخواست کرتے رہتے ہیں۔ تاہم بہت سے ایسے دوست ہیں جن کو "الفضل" میں اعلان بھجوانے کا موقعہ نہیں ملتا ہماری درخواست ہے کہ تمام احباب جماعت اپنے بھائیوں کو جہاں کہیں بھی وہ مقیم ہوں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ خدا تعالیٰ بیماروں کو شفاء عطا فرمائے۔ ضرورتمندوں کی حاجت روائی فرمائے اسیران راہ مولیٰ کی حفاظت کرے اور باعزت بریت کے سامان پیدا فرمائے اور تمام امتحان دینے والے طلبہ کو اعلیٰ کامیابیاں عطا فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تریاق اٹھراء
اٹھراء کے علاج کیلئے
مشہور عالم گولیاں
قیمت مکمل کورس -/۶۰

نور کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی اور
صحت کیلئے
قیمت ۵/- روپے فی شیشی

نور نظر
اولاد نرینہ کے لئے
تجربہ شدہ گولیاں
قیمت مکمل کورس -/۴۰

زد جام عشق
موتی و کستوری والا
نمبر ۱
مکمل کورس -/۵۰۰

اکسیر معدہ
ہاضمہ کی اصلاح کیلئے
لذیذ اور مفید چورن
قیمت -/۵، -/۱۰، -/۲۰

قند شفاء
نزلہ، زکام کھانسی کیلئے
مفید اور آسان جوشاندہ
قیمت فی ڈبی -/۷

خورشید یونانی دواخانہ
گولبازار۔ ربوہ
فون: دکان ۵۳۸ - رہائش ۳۳۸

گیس ٹربل کے لئے
ہاضموں رجسٹرڈ
جب تمام ہاضم چورن بے اثر ہو جائیں تو صرف ایک
خوراک آزمائیں
نصرت دواخانہ کمیٹی مارکیٹ۔ ربوہ

اشتہارات کے بارے میں ایک ضروری گذارش

ادارہ الفضل اپنے قارئین کیلئے مشتہرین کے اشتہارات شائع کرتا ہے۔ لیکن یہ امر احباب کو پوری توجہ سے نوٹ فرمالینا چاہیئے کہ الفضل میں اشتہار کی اشاعت ہرگز کسی کی ضمانت نہیں۔ اصولی طور پر اخبارات میں جو اشتہارات شائع ہوتے ہیں ادارہ ان کا کبھی بھی ذمہ دار نہیں ہوتا۔ جملہ احباب اپنے کاروباری معاملات اپنی سمجھ بوجھ اور صوابدید پر طے فرمایا کریں۔

مینجر الفضل

ربوہ میں آپ کے جیولرز
پاک گولڈ سمتھ
گولبازار۔ ربوہ
میاں عبدالمنان ناصر ولد میاں عبدالسلام
فون: ۵۵۰
گھر: ۵۴۹، ۷۴۹

تریاق معدہ
خرابیٔ ہضم کا موثر علاج
قیمت -/۸، -/۱۵

راحت جان
تبخیر معدہ کی مجرب دوا
قیمت -/۱۵

روشن کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے
قیمت -/۵

شربت صدر
نزلہ، زکام اور کھانسی کیلئے
قیمت -/۸

تریاق بواسیر
بواسیر کا شافی علاج
قیمت -/۱۵

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ **ربوہ**

شریف جیولرز اقصیٰ روڈ ربوہ
فون
دکان: ۶۴۹
رہائش: ۸۴۱

کیوریٹو ادویات حیوانات
برائے
سرکن، اپھارہ، ٹک، سوزش پستان، زہرباد، تھنوں میں نارو غیرہ پیدا ہونا، گل گھوٹو (خناق) فالج، منہ کھر وغیرہ۔ مندرجہ ذیل سٹاکسٹس سے کمپنی کے مقررہ نرخ پر حاصل کریں
(ویٹرنری ڈاکٹرز فری سیمپلز و لٹریچر براہ راست کمپنی سے طلب فرمائیں)

۱	لاہور	پاکستان میڈیکوز	لوئر مال
۲	فیصل آباد	میاں شادی میڈیسن کمپنی	گول چنیوٹ بازار
۳	کراچی	شہزاد میڈیکل سٹور	بھینس کالونی روڈ ۵ لانڈھی
۴	ملتان	زکریا میڈیکل سٹور	بیرون لوہاری گیٹ
۵	سیالکوٹ	الرحمٰن ہومیوپیتھک دواخانہ	بالمقابل مغل سینما ڈسکہ روڈ
۶	راولپنڈی	شبیر میڈیکوز	بالمقابل کنٹونمنٹ ہسپتال صدر
۷	مردان	ہومیو ڈاکٹر غلام جیلانی	نزد گولڈن سینما

کیوریٹو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ ہومیو)
ہیڈ آفس ربوہ
فون ۷۷۱، ۶۰۶، ۶۰۷

قدیمی، اولین، شہرہ آفاق
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
فون ۷۳۹۹۷
چوک گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ
برانچیں
کراچی: فون نمبر ۴۱۳۲۵۱
لاہور: 1-D-3 گلشن راوی
ملتان: چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
منڈی بہاؤالدین: بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
رحیم یار خان: فون نمبر ۴۷۹۹
ربوہ: اقصیٰ چوک کالج روڈ۔ فون نمبر ۵۵۸

معیاری بیکری کا نام
رحمٰن بیکرز
احباب کی خدمت کیلئے اب عمدہ مٹھائی بھی دستیاب ہے نیز تقریبات کیلئے آرڈر پر بھی مال تیار کیا جاتا ہے
رحمٰن بیکرز اقصیٰ روڈ ربوہ
فون ۳۳۰

الفضل کو مضمون بھجواتے وقت صاف تحریر کا لحاظ رکھیں

نرینہ اولاد سے محروم۔ بے اولاد
اٹھراء۔ سوکھا۔ گرمی۔ گیس
کا
علاج کرنے والے

۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ۔ پوسٹ بکس ۱۹۰۔ فون ۷۴۸۴۴ / ۷۶۴۹۷، ۴۳۱
(زیر نگرانی) حکیم عبدالحمید اعوان
ابن
حکیم نظام جان

برانچیں
ربوہ: اقصیٰ چوک نزد لیٹر بکس
ملتان: نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ
چوک قلعہ کالروالہ: تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
کراچی: محمود آباد ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ

خواتین کیلئے انتظام کیساتھ